آسمانی دنیا

پروفیسر سید عبد الماجد صاحب سابق اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیمات اسلامی بہار

یاد آتا ہے کہ غالباً ۱۹۲۲ء میں کسی پرچہ یا اخبار میں دیکھا تھا، کہ فرانس کے ماہرین فلکیات نے یہ انکشاف کیا ہے کہ جتنے ثوابت ہیں، وہ ہر ایک کسی نظام شمسی کے آفتاب ہیں، آفتاب کی روشنی ذاتی ہے، اس لئے وہ بہت دوری سے بھی نمایاں ہے، اور اس کی چمک انسان کو بغیر کسی دوربین کے بھی نظر آتی ہے، اور سیاروں کی روشنی مستعار ہے۔ اس لئے وہ نظر نہیں آتے، یعنی سیارے آفتاب کے عکس سے چمکتے ہیں، اور سورج اپنی روشنی سے چمکتا رہتا ہے، علاوہ اس کے سورج سیاروں سے کئی ہزار گنا بڑا ہے، اس لئے دور سے نظر آتا ہے، مگر ان آفتابوں کے بعض سیارے دوربین کے ذریعہ سے دیکھے جاتے ہیں، اس کا بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ان سیاروں میں حرکت ہے اور اپنے آفتاب کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں، کبھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض تارے غائب ہو جاتے ہیں، اور کچھ دنوں کے بعد پھر نمایاں ہو جاتے ہیں، اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کا محور اتنا بلند ہے کہ اس کی انتہائی بلندی سے ہم لوگوں کو نظر نہیں آتا۔ اور جب نیچے کی طرف آتا ہے تو نظر آنے لگتا ہے، بعض غائب ہو جانے کے بعد پھر نظر نہیں آتے، بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تباہ ہو گئے، دوسرے لفظوں میں یہ کہ ان کی قیامت ہو گئی۔

اب سنا جاتا ہے کہ کہکشاں میں جتنے تارے ہیں وہ الگ الگ چاند تاروں سے آباد دنیائیں ہیں ستارے جو نظر آتے ہیں وہ تو ہوں گے آفتاب ہی اور ان کے ساتھ ایک نظام شمسی ہوگا، کیونکہ ابھی تک ایسا تو نہیں سنا گیا کہ ایک دنیا الگ سے ہو اور اس کا تعلق کسی نظام شمسی سے نہ ہو۔

غرض یہ ہے کہ دنیا میں بہت ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے، حیرت تو مجھے ان اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں پر ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معلومات اسلامی معلومات سے بالاتر ہیں، ان کا خیال ہے کہ یہ کہنا کہ قرآن کریم خدا کی کتاب ہے اور رسول اکرمؐ خدا کے بھیجے ہوئے نبی ہیں، اور خدا کی باتیں انسانوں تک پہونچانے کی غرض سے مبعوث ہوئے تھے، غلط ہے کیونکہ خدا کی کتاب یا خدا کے پیغام میں ان باتوں کا ہونا لازمی تھا، مگر موجود نہیں ہے

پہلی بات تو یہ ہے کہ خدا کی کتاب اور خدا کے پیغامات کی طرف توجہ کون کرتا ہے، جو توجہ بھی کرتا ہے اس کو اسرار کی طرف متوجہ کون کرتا ہے۔ کچھ غریب مسلمان ایسے ہیں جو قرآن اور حدیث کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہیں اور انہی کاموں میں زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو اپنے حساب وکتاب کی فکر ہے، قیامت کے دن کا خوف ہے، وہ چاہتے یہ ہیں کہ زندگی اس طرح بسر کریں جیسے نبی کریمؐ نے بسر کی تھی، تاکہ حساب وکتاب میں زیادہ دقت نہ ہو۔ نہ دنیا سے غرض نہ دنیا کی چیزوں سے، سارے جدید انکشافات، تحقیقات ایجادات اور اختراعات کی طرف سے مُنہ موڑ کر آخرت کی طرف متوجہ ہیں مجھے ان سے بھی شکایت ہے، کیوں کہ ان کو تو یہ معلوم ہے کہ انسان خلیفۃ الارض بنا کر بھیجا گیا ہے اور خلافت و نیابت کی ذمہ داریوں میں یہ ضرور داخل ہے۔ کہ جتنی چیزیں ان کے دائرۂ خلافت میں داخل ہیں ان کی دیکھ بھال کریں، ان کا مادہ ان کا خاصہ دریافت کریں، یہ بھی معلوم کریں کہ کون سی چیز خالقِ اکبر نے کس غرض سے پیدا کی ہے۔ اس کی غرض پوری کرنے کا سامان کیا جائے، یہاں تو سب سے بڑی دانائی یہ ہے کہ توکل اور تفویض میں کمال حاصل کیا جائے، یعنی دنیا کا کام تو بالائے طاق، اپنے کام کا بھی خدا ہی کو وکیل بنا دیا جائے۔ اور اپنے سارے مہمات اس کے سپرد کر دیئے جائیں، تاکہ ان کو وہی انجام دیدے، بعضوں نے تو یہاں تک کیا کہ اپنی غذا بھی پکی پکائی آسمان سے منگوالی، میری یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ ان طریقوں پر نکتہ چینی کروں، کیونکہ یہ بات دور دور تک پہونچتی ہے، اور بڑے بڑوں نے اس پر عمل کیا ہے جن کے مقابلے میں میرا یہ کہنا بھی کہ ذرہ اور آفتاب کا فرق ہے گستاخی ہے، کیونکہ کائنات کا ایک ذرہ بھی بڑی حیثیت رکھتا ہے، میں یہ دیکھتا ہوں کہ خالقِ کائنات کی مشیت پوری نہیں ہو رہی ہے اور جن کو زیادہ حق تھا کہ خدا کی خدائی کے کرشمے دکھائیں، وہ مستغنی ہو کر خلوت نشیں ہو گئے، جب توحید پرستوں نے اپنا

کام چھوڑ دیا تو خالقِ کائنات نے تین خدا کے ماننے والوں اور تین سو ساٹھ خدا کے پوجنے والوں اور ملحدوں کو اس امر کے لئے متعین فرمایا کہ اس کے اسرار سربستہ کو منظرِ عام پر لائیں، اور بہت سی ایسی چیزوں سے انسان کو واقف کریں، جو اب تک پوشیدہ تھیں۔

پنسلین، اسٹرپٹومائسین، کلورومائسٹین اور خدا جانے کتنی چیزیں خالقِ اکبر نے بنا رکھی تھیں، اور انسان امراض سے ہلاک ہو رہے تھے، بالآخر اللہ پاک نے بمصداق عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ انسانوں کے دماغ میں ان کا علم عطا فرمایا اور بمصداق اَوْحَيْنَا اِلَى النَّحْلِ انسانوں کو الہام یا وحی فرما کر یہ بتا دیا کہ پہاڑوں اور چٹانوں کے اندر ریڈیم، پلیٹینم، یورینیم وغیرہ چھپا رکھا ہے، اس کو نکال کر کام میں لاؤ۔

جتنی نئی نئی چیزیں منظرِ عام پر آ رہی ہیں ساری کی ساری خدا ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں اگرچہ ان کو خدا کو نہ ماننے والے بھی نکال رہے ہیں اور کام میں لا رہے ہیں ساری کی ساری خدا کی بنائی ہوئی ہیں۔ مجھے تو یہ صدمہ ہے کہ یہ سب چیزیں ہماری تھیں اور ہماری ہیں، کیونکہ ہمارے خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

گفتگو کا اصول ہے تکلموا علیٰ قدر عقولھم مخاطب (یعنی سننے والے) کی عقل کے مطابق کلام کیا کرو، یہ فصحائے عرب کا اصول ہے، کہ جو باتیں سامعین کو نہ معلوم ہوں، ان کا بیان کرنا نادانی ہے، اور وہ بھی غیر متعلق باتیں عقیدہ کے لئے ضرورتِ عامہ کے لئے اعمال درست کرنے کی غرض سے جن باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے ان کا بیان کرنا لازم ہے۔ خدا کا تخیل کسی انسان کے دماغ میں اب تک نہیں آ سکا ہے لیکن چونکہ اس کے وجود کے جاننے کے بغیر نیکی و بدی کا احساس مشکل ہے، اور نیکی و بدی کے جاننے کے بعد انعام اور سزا جاننا بھی ضروری ہے، اس لئے جنت و دوزخ کا حال بتا دینا بھی ضروری تھا۔ سزا اور جزا جاننے سے پہلے اعمال کا حساب و کتاب سمجھنا بھی لازمی ہے، اس لئے قیامت کا ذکر لابدی تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واضح کر دیا اور سمجھا دیا، گو چھٹی صدی بدوی عربوں کے دماغ میں نہ آ سکا۔ اس دنیا کی باتیں جو مکہ یا مدینہ کے عربوں کے دماغ میں نہیں آ سکتی تھیں، اس لئے سکوت فرمایا کہ اس نظامِ شمسی کو بھی صحیح طور پر نہیں جانتے تھے، لیکن یہ معلوم تھا کہ سات سیارے ضرور ہیں، اس لئے جب اللہ پاک نے فرمایا کہ میں نے سات آسمان بنائے۔

اور زمین بھی اتنی ہی رہی اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمینیں بھی سات ہیں، اور ان میں آبادیاں بھی ہیں، تمہارے آدم کی طرح آدم ابراہیم کی طرح ابراہیم، عیسیٰ کی طرح عیسیٰ اور تمہارے نبی کی طرح نبی، اور ایک روایت میں تمہارے محمدؐ کی طرح محمدؐ ہیں، اس حدیث کے متعلق مولانا عبدالحیؒ صاحب کے سامنے استفتاء پیش ہوا۔ آپ نے بڑے شرح و بسط سے اس کا جواب تحریر فرمایا ہے، اس میں مذکورۂ صدر آیۃ کی تفسیر میں مختلف مفسرین کے حوالہ سے تحریر فرمائی ہے۔ علاوہ اس کے بتایا ہے کہ حضرت ابن عباس کی حدیث بالکل صحیح ہے، مجھے اس طویل بحث کو یہاں پیش کرنا لاحاصل ہے، چونکہ یہ مسئلہ علماء اور محدثین کے نزدیک مسلم ہے۔

یہ ضرور ہے کہ لوگوں نے صحیح طور پر نہ سمجھا کہ سیاروں میں دُنیا کیونکر ہو سکتی ہے اور دنیا میں انسان اور انسانوں میں نبی اور نبیوں میں بھی ہمارے نبی جیسا نبی، جو سید المرسلین ہیں، اور تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ ان کے ہمسر چھ چھ نبی اور ہیں، تعجب کی بات ضرور تھی مختلف زبانوں میں اس حدیث کے متعلق مختلف رائیں ہیں۔ اور سچ ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو، اور جس کے متعلق واقفیت حاصل کرنا محال ہو۔ اس کو کوئی کیونکر مان لے۔ مگر یہ بات کہی ہوئی تھی، محمدؐ کی (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی نہ مانے تو کیسے؟ صادق و امین کی بات پر شبہ کیا جائے تو کیوں کر؟ تحیر ضرور رہا۔

تقریباً چار سو برس کے بعد ایک بزرگ محی الدین ابن عربی پیدا ہوئے، زندگی دینی ماحول میں نہایت متقیانہ گزاری، علوم دینی سے پوری واقفیت حاصل کی، عراق سے مکہ جا کر مقیم ہوئے، وہاں بہت کچھ علوم ظاہری اور علوم باطنی حاصل ہوئے، ان کو ایک کتاب کی شکل میں تحریر فرمایا، نام اُس کا فتوحات المکیہ ہے، تقریباً چھ سو صفحات بڑی تقطیع میں ہیں، میں نے اس کو اپنے کالج میں منگوایا تھا، بہت تو نہیں کچھ معلومات حاصل کیں۔ کیونکہ ہر شخص کا ظرف محدود ہے، بڑی حیرت ہوئی جب میں نے اُس میں پڑھا کہ (جو حضرت محی الدین ابن عربی نے لکھا تھا کہ) میں ایک شب خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور ایک دوسرا شخص بھی طواف کر رہا تھا، مگر نماز نفل طواف نہیں ادا کر رہا تھا۔ قاعدہ ہے کہ سات بار کعبہ شریف کے گرد گھوم لینے کے بعد دو رکعت نماز نفل مقام ابراہیم پر پڑھ لینا چاہئے، مگر وہ صرف طواف ہی

کرتا تھا، نماز نہیں پڑھتا تھا۔ میں نے سمجھا کہ یہ کوئی بدوی ہے (دیہاتی ہے) قاعدہ نہیں جانتا ہے، میں نے اس شخص کو روک کر کہا کہ بھئی آپ نفل نہیں پڑھتے، حالانکہ سات طواف کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھنا چاہئے، وہ شخص مسکرایا اور کہنے لگا۔ کہ نماز عبادت ہے میں عبادت سے بری ہو چکا ہوں، مجھے حیرت ہوئی کہ ہوش گوش والا تندرست انسان عبادت سے بری کیوں کر ہوا۔ پوچھا کہ آپ عبادت سے بری کیوں کر ہوئے۔ کہا میری دنیا کی قیامت ہو چکی ہے۔ حساب و کتاب ہو چکا۔ اب جنت میں ہوں، تمہارے اس کعبہ کی عظمت اور بزرگی سن کر اس کی زیارت کو آگیا۔ اور محبت سے اس کے گرد گھوم رہا ہوں،

مجھ کو فوراً عبداللہ بن عباس کی حدیث یاد آگئی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ سات زمین ہے جس میں انسان بسے ہوئے ہیں اور انبیاء بھی تشریف لاتے ہیں، لیکن اس واقعہ سے ایک اور انکشاف ہوا کہ ان سیاروں کے علاوہ اور دنیائیں ہیں۔ جن کی قیامت بھی ہوئی جارہی ہے۔ کیونکہ اس نظام شمسی کے سیارے سب موجود ہیں، ان کی قیامت تو نہیں ہوئی ہے"۔

قرآن پاک میں جہاں رب العالمین کا فقرہ ہے یعنی خدا تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔ مفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے چند عالم ثابت کرنے میں بڑی کاوشیں کی ہیں، رَبُّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ سمجھانے میں بہت تاویلیں کی ہیں۔ حیرت تھی کہ بہت سارے عالم اور بہت سے مشرق اور مغرب کس طرح بتایا جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ سائنس سے گمراہی پیدا ہوتی ہے، اور میرا تو ہر ہر انکشاف کے علم کے بعد ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

عرب کے بدویوں کو خدا کے نور کی تشبیہ قرآن پاک میں یہ دی گئی ہے، کہ یوں سمجھو کہ شیشہ ہے اس میں چراغ ہے جو جل رہا ہے، مگر اس کا تیل نہ پورب کا ہے نہ پچھم کا ہے، آج کی دنیا میں یہ کہہ دینا کافی ہے۔ کہ ایک مرکزی بلب ہے جس کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی ہے، مگر لامعلوم شخصیت کی لامعلوم چیز سے تشبیہ دنیا دانائی کے خلاف تھا، اگرچہ خدا کے علم میں آج کا مرکزی بلب بھی موجود تھا۔ لیکن چراغ سے مثال دیکر سمجھایا ہے اس میں بھی تیل کے ہونے کا تصور ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا ضروری تھا کہ نہ اس میں تیل پچھم کا ہے نہ پورب کا ہے، اس پر بھی سننے والے کو حیرت ہوئی کہ چراغ بے تیل کا کیونکر جل سکتا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتانا تھا کہ اچھائی کیا ہے، برائی کیا ہے، جزا اور سزا کیا ہے حساب وکتاب کیا ہے، کائنات کا پیدا کرنے والا کون ہے۔ اور اعمال کی جانچ کرنے والا کون ہے، اس لئے جو باتیں ان کے متعلق اور جو چیزیں ان کے لئے ضروری تھیں، بیان فرمادیا۔ اور چیزیں لوگوں کی اپنی تحقیق و تفتیش پر چھوڑ دیں۔ انبیا صرف دین کی تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے تمام علوم و فنون سکھانے کے لئے نہیں

ابھی کیا ہوا ہے۔ ابھی کتنی چیزیں اور ظاہر ہوں گی، جن کا علم آج کے بڑے سے بڑے سائنٹسٹ کو نہیں ہے، بلکہ وہ ان کے نزدیک محال ہے، جس نے وائر ٹیلیفون ایجاد کیا تھا، اس کے نزدیک وائرلس سسٹم ناممکن العمل تھا، ریلوے انجن ایجاد کرنے والے کے نزدیک ہوائی جہاز کا ہونا بعید از عقل تھا، اسی طرح آج کے سائنسدانوں کے بعد جب اس کی ترقی اور زیادہ بڑھ جائیگی، اور آئندہ کے سائنسدانوں کے نزدیک آج کے سائنس دانوں کی جولانی محدود معلوم ہوگی۔ اس لئے دینی معلمین کے نزدیک یہ غیر ضروری تھا کہ وہ فلسفوں اور سائنس کی بحثوں میں پڑیں

فلکیات کے ماہرین کے انکشافات سے بہت سے معمے حل ہو رہے ہیں اور سائنس کی ایجادات، انکشافات سے اللہ کی قدرت اور اس کی تخلیق کی وسعت اور اہمیت معلوم ہوتی جاتی ہے، یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہماری ضرورت ہماری عاقبت ہمارے عیش کے لئے ہمارے خالق نے کتنی چیزیں بنا رکھی تھیں، اور ان کا علم اور استعمال انسانوں کو عطا فرماکر ہم کو مستفیض فرما رہا ہے، خدائے تعالیٰ ہم انسانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے رہیں

دنیا میں آئے دن نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں اور ایک جماعت ہے کہ ان انکشافات میں منہمک ہے، کچھ لوگ ستاروں کی دنیا کی حقیقت دریافت کرنے میں سرگرم عمل ہیں اور کروڑوں روپے اور اپنا قیمتی وقت صرف کر رہے ہیں کوئی ایک چاند بناکر زمین کے گرد گھمانا چاہتا ہے، اور ایک حد تک اپنی کامیابی کو نمایاں کرتا ہے اور ہم صرف پھول جھڑی آسمان تارہ کی واقفیت کو غنیمت سمجھے بیٹھے ہیں، اور ایک جماعت چاند تک فد بھیجنے کا سامان کر رہی ہے اسمیں پیسہ خرچ ہوتے ہیں جانیں خطرے میں پڑتی ہیں، وہ لوگ اپنی جانوں پر کھیل کر یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیا کیا چیزیں موجود ہیں انسان ان سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں —— ایک عرصہ سے سمجھا جا رہا تھا کہ ہمالیہ کی انتہائی بلندی پر پہونچنا انسان کے لئے ناممکن ہے لیکن نیپال کے ایک کم تعلیم یافتہ باشندے "تینزنگ" اور ایک یورپین "ہلری" نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر چوٹی کی بلندی پر جاکر اپنا جھنڈا لگا دیا۔ مسلمان جنھوں نے اپنے دورِ عروج میں حیرتناک کارنامے دکھائے۔ پہاڑ پر جہاز پہنچایا اور بحرِ ظلمات پر پل باندھا۔ وہ آج کل خوب غفلت میں پڑ کر بڑھتی ہوئی قوموں سے بہت پیچھے پڑ گئے۔ حالانکہ خالقِ اکبر نے عقل و ذکا کی نعمتوں سے محروم نہیں رکھا ہے۔